طالب محسن

حضرت آدم کا حضرت داؤد کے لیے عمر کا ایثار

(مشکوٰۃ المصابیح، حدیث:۱۱۸)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لما خلق الله آدم مسح ظهره فسقط عن ظهره كل نسمة هو خالقها من ذريته الى يوم القيامة. وجعل بين عينى كل انسان منهم وبيصا من نور. ثم عرضهم على آدم. فقال: أى رب، من هؤلاء؟ قال: ذريتك .فرأى رجلا منهم. فأعجبه وبيص ما بين عينيه. قال: أى رب، من هذا؟ قال: داؤد. فقال؟ أى رب، كم جعلت عمره؟ قال: ستين سنة. قال: رب، زده من عمرى أربعين سنة. قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فلما انقضى عمر آدم إلا أربعين جاءه ملك الموت. فقال آدم أولم يبق من عمرى أربعون سنة؟ قال: أولم تعطها ابنك داؤد؟ فجحد آدم، فجحدت ذريته. ونسى آدم فأكل من الشجرة فنسيت ذريته. وخطأ آدم وخطأت ذريته.

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی کمر پر ہاتھ پھیرا۔ چنانچہ وہ تمام جانیں نکل پڑیں جو اللہ تعالیٰ آدم کی ذریت میں سے قیامت تک پیدا کریں گے۔ ہر انسان کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں نور کی لاٹ بنا دی۔ پھر انھیں آدم علیہ السلام کے سامنے پیش کیا۔ انھوں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے بتایا: تمھاری ذریت۔ اچانک ان کی نظر ایک آدمی پر پڑی اور اس کی آنکھوں کے بیچ کی لاٹ انھیں بہت پسند آئی۔ انھوں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ فرمایا: داؤد (علیہ السلام)۔ انھوں نے پوچھا: اے رب، اس کی عمر کتنی ٹھیرائی ہے؟ فرمایا: ساٹھ سال۔ عرض کی: اے رب میری عمر میں سے اس کے چالیس سال بڑھا دیجیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا: جب آدم کی عمر چالیس سال نکال کر پوری ہو گئی تو ان کے پاس ملک الموت آیا۔ حضرت آدم نے پوچھا: کیا میری عمر کے چالیس سال ابھی باقی نہیں ہیں۔ فرشتے نے پوچھا: کیا آپ نے یہ چالیس سال اپنے بیٹے داؤد کو نہیں دے دیے تھے۔ حضرت آدم نے انکار کر دیا۔ اسی طرح اس کی ذریت بھی انکار کرتی رہی ہے۔ آدم بھول گئے اور انھوں نے شجرہ کا پھل کھایا۔ اسی طرح ان کی ذریت بھی بھولتی رہی ہے۔ آدم نے غلطی کی اور ان کی ذریت بھی غلطی کرتی آ رہی ہے۔‘‘

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

لغوی مباحث

نسمة: یہ لفظ جان کے لیے بھی آتا ہے اور ہر ذی روح کے لیے بھی۔ یہ ’نسم‘ سے ماخوذ ہے۔ جو روح کی حرکت کے معنی پر متضمن ہے۔ ’نسمة‘ کا لفظ نرم رو ہوا کے لیے بھی آتا ہے۔

وبیص: روشنی اور چمک اردو کا لفظ لاٹ اس سیاق وسباق میں اس کا صحیح مفہوم واضح کر دیتا ہے۔

متون

اس روایت کے ترمذی میں دو متن نقل ہوئے ہیں۔ ایک متن بہت مفصل ہے۔ دوسرا متن یہی ہے جسے صاحب مشکوٰۃ

نے منتخب کیا ہے۔اس روایت کا متن خود سنن ترمذی کی مختلف راویتوں میں لفظی فرق سے منقول ہے۔ مثلاً، ترمذی کے میرے سامنے نسخے میں ’عن ظهره‘ کے بجائے ’من ظهره‘ روایت ہوا ہے۔ ’قال ذريتك‘ کی جگہ ’قال هؤلاء ذريتك‘ آیا ہے۔ دوسری بار ’قال رسول الله صلى الله عليه وسلم‘ اور ’الا اربعين‘ کے الفاظ موجود ہی نہیں ہیں۔ اس میں حضرت داؤد کا تعارف مفصل ہے۔ اس متن کے مطابق تعارف کے الفاظ یہ تھے: ’هذا رجل من آخر الامم من ذريتك يقال له داؤد‘۔ اس روایت کے کچھ متن مسند احمد میں بھی منقول ہیں۔ ان میں لفظی فرق بھی ہیں اور کچھ ایسی باتیں بھی بیان ہوئی ہیں جو اس متن میں نہیں ہیں۔ ایک روایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے عمر دینے کی خواہش کو باقاعدہ معاہدے کی صورت میں لکھ لیا گیا تھا اور اس پر فرشتوں کی گواہی لی گئی تھی۔ ایک روایت میں یہ وضاحت بھی آئی ہے کہ حضرت آدم نے جب اس بات سے انکار کر دیا کہ انھوں نے حضرت داؤد کو اپنی عمر کے چالیس سال دے دیے تھے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور حضرت داؤد دونوں کی عمر مکمل کر دی یعنی حضرت آدم کے ہزار سال اور حضرت داؤد کے سو سال۔ مسند احمد کی ان روایات میں ذریت آدم کی آنکھوں کی لاٹ کا ذکر نہیں ہے اور حضرت داؤد کے لیے ’یزھر‘ کا لفظ آیا ہے۔ ایک روایت میں تصریح ہے کہ لین دین پر لکھنے کا دینی حکم حضرت آدم کے اسی انکار کے باعث دیا گیا تھا۔ ترمذی میں منقول اس روایت کا مفصل متن حسب ذیل ہے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لما خلق الله آدم ونفخ فيه الروح، عطس. فقال: الحمد لله فحمد الله بإذنه. فقال له ربه: يرحمك الله، يا آدم، اذهب إلى اولئك الملائكة إلى ملإ منهم جلوس. فقل: السلام عليكم. قالوا: وعليك السلام ورحمة الله. ثم رجع الى ربه. فقال: إن هذه تحيتك وتحيت بنيك بينهم. فقال الله له ويداه مقبوضتان. اختر ايهما شئت. قال اخترت يمين ربي وكلتايدى ربي يمين مباركة. ثم بسطها

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان میں روح پھونکی تو انھیں چھینک آئی۔ اس پر انھوں نے (دل میں) کہا کہ وہ الحمد للہ کہیں۔ پھر انھوں نے اللہ کے اذن سے الحمد للہ کہا۔ اس پر ان کے رب نے ان سے کہا کہ اللہ تجھ پر بہت مہربان ہے، اے آدم، ان فرشتوں یعنی ان کے سرداروں کی مجلس میں جاؤ۔ اور انھیں السلام علیکم کہو۔ فرشتوں نے جواب میں وعلیک السلام ورحمۃ اللہ کہا۔ پھر آدم اپنے رب کے پاس آئے تو اللہ نے بتایا یہ تم اور تمھاری اولاد کے لیے باہم ملنے کا طریقہ ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی مٹھیاں بند کر کے ان سے کہا کہ ان میں سے کوئی ہاتھ چن لو۔ آدم نے

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org

فإذا فيها آدم وذريته. فقال أي رب ما هؤلاء؟ فقال: هؤلاء ذريتك. فإذا كل إنسان مكتوب عمره بين عينيه، فإذا فيهم رجل أضوؤهم أو من أضوئهم. قال يا رب، من هذا؟ قال: هذا ابنك داؤد قد كتبت له عمر أربعين سنة. قال يا رب زده في عمره. قال: ذاك الذي كتبت له. قال أي رب، جعلت له من عمري ستين سنة. قال: أنت وذاك. قال: ثم اسكن الجنة ما شاء الله ثم أهبط منها. فكان آدم يعد لنفسه. قال: فأتاه ملك الموت. فقال له آدم: قد عجلت قد كتب لي ألف سنة. قال: بلى، ولكنك جعلت لابنك داؤد ستين سنة. فجحد فجحدت ذريته. ونسي فنسيت ذريته. قال فمن يومئذ أمر بالكتاب والشهود.

(ترمذی، رقم ۳۲۰۹)

کہامیں نے اپنے رب کا دایاں ہاتھ چن لیا اور میرے رب کے دونوں ہاتھ بابرکت ہیں۔ پھر اللہ نے اس ہاتھ کو کھول دیا تو آدم نے دیکھا کہ اس میں آدم اور اس کی ذریت ہے۔ آدم نے پوچھا: اے رب، یہ کیا ہے؟ اللہ نے بتایا: یہ تمھاری نسل ہے۔ آدم نے دیکھا کہ ہر آدمی کی آنکھوں کے درمیان اس کی عمر لکھی ہوئی ہے۔ آدم نے دیکھا کہ ان میں ایک آدمی سب سے زیادہ روشن صورت ہے۔ آدم نے پوچھا: اے رب، یہ کون ہے۔ بتایا: یہ تمھارا بیٹا داؤد ہے۔ میں نے اس کی عمر چالیس سال لکھی ہے۔ آدم نے کہا: اس کی عمر بڑھا دیجیے۔ اللہ نے کہا: وہی رہے گی جو میں نے لکھ دی۔ آدم نے کہا: اے رب، میں نے اپنی عمر سے ساٹھ سال اس کے لیے ٹھہرا دیے۔ اللہ نے کہا تم جانو اور تمھارا معاملہ۔ پھر جب تک اللہ نے چاہا انھیں جنت میں رکھا گیا۔ پھر انھیں جنت سے اتار دیا گیا۔ اس سارے عرصے میں آدم اپنی عمر کے سال گنتے رہے۔ ایک دن ملک الموت ان کے پاس آئے۔ آدم نے کہا: آپ جلدی آ گئے ہیں دراں حالیکہ میری عمر ہزار سال ہے۔ ملک الموت نے کہا۔ ٹھیک ہے، لیکن آپ نے ساٹھ سال اپنے بیٹے داؤد کو دے دیے تھے۔ آدم نے انکار کر دیا۔ نتیجہ یہ کہ اس کی اولاد بھی انکار کرتی ہے۔ آدم بھول گیا۔ اب صورت یہ ہے کہ اس کی اولاد بھی بھولتی ہے۔ آپ نے بتایا: اس دن لکھنے اور گواہی لینے کی ہدایت کی گئی۔''

متون کے اس تجزیے سے ایک نتیجہ بالکل واضح طور پر سامنے آتا ہے کہ اس روایت کو بیان کرنے والے باہم متضاد باتیں روایت کر رہے ہیں۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

معنی

زیر بحث واقعہ صحیح ہے یا نہیں یہ ایک ضروری سوال ہے اور اس پر ہم آخر میں بات کریں گے۔ اس سے پہلے ہم اس کہانی کے تین اجزا کے بارے میں کچھ تفصیل بیان کریں گے۔

پہلا جز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی ذریت نکالی تھی۔ آدم علیہ السلام کی زندگی کا یہ واقعہ قرآن مجید میں بھی بیان ہوا ہے۔ سورۂ اعراف میں ہے:

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنۢ بَنِىٓ ءَادَمَ مِن ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؟ قَالُوا۟ بَلَىٰ شَهِدْنَآ أَن تَقُولُوا۟ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَافِلِينَ. (۷:۱۷۲)

''اور یاد کرو، جب نکالا تمھارے رب نے بنی آدم سے ان کی پیٹھوں سے ان کی ذریت کو اور ان کو گواہ ٹھہرایا خود ان کے اوپر۔ پوچھا: کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں، ہم گواہ ہیں۔ یہ ہم نے اس لیے کیا کہ کہیں قیامت کے روز کہیں کہ ہم تو اس سے بے خبر تھے۔''

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

قرآن مجید کے اس بیان میں اور روایت کے الفاظ میں ایک فرق ہے۔ وہ فرق یہ ہے کہ آیت میں تمام انسانوں کی پیٹھوں سے ان کی اولاد کے نکالنے کی بات کہی گئی ہے جبکہ روایت میں یہ بات صرف آدم علیہ السلام ہی سے متعلق ہے۔ اگرچہ روایت اور آیت کے اس فرق کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے، لیکن اس سے بہر حال روایت اور قرآن مجید کے بیان میں رخ کے فرق کا اشارہ ایک اہمیت رکھتا ہے۔

دوسرا جز حضرت آدم کا حضرت داؤد کو ایک نمایاں آدمی کی حیثیت سے دیکھنا ہے۔ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کے اس اعتراض کے جواب میں کہ انسان ترک واختیار کی آزادی ملنے کے نتیجے میں زمین میں فساد برپا کرے گا اور ایک دوسرے کا خون بہائے گا، اللہ تعالیٰ نے ذریت آدم کو پیش کیا اور آدم علیہ السلام سے کہا کہ وہ اپنی ذریت کے ان لوگوں کے نام انھیں بتائیں جو نیکی اور خیر کے علم بردار ہوں گے اور صالحین کی بڑی بڑی جماعتیں ان کے ساتھ ہوں گی۔ فرشتے جونہی اس حقیقت سے آگاہ ہوئے انھوں نے اپنے علم کی کمی کا اعتراف کیا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو ان کی ذریت سے اس طرح متعارف کرایا گیا کہ وہ ان تمام جلیل القدر ہستیوں سے واقف ہو گئے جو ان کی اولاد میں نمایاں ہوں گی۔ واقعے کی اس نوعیت میں صرف حضرت داؤد علیہ السلام کا نمایاں نظر آنا محل نظر ہے۔

ہمیں یہ بات معلوم ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام بنی اسرائیل کی تاریخ میں نمایاں ترین مقام رکھتے ہیں۔ یہ وہ پیغمبر ہیں جن کے زمانے میں بنی اسرائیل سیاسی اعتبار سے اوج کمال کو پہنچے۔ ان کی قیادت نے بنی اسرائیل کو دنیا کی عظیم ترین قوم بنا دیا اور دنیا کی تمام قوموں پر ان کا تفوق قائم ہو گیا۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے بنی

اسرائیل کے کیا جذبات ہوں گے۔ غالباً یہی جذبات ہیں جو اس روایت کے پیچھے ایک نفسیات کے طور پر کام کر رہے ہیں۔

قرآن مجید نسل انسانی کے تناظر میں حضرت نوح علیہ السلام، ان کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام، ان کی نسل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آخر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نمایاں شخصیات کی حیثیت سے سامنے لاتا ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کو ان کی ساری ذریت سے متعارف کرایا گیا ہوگا تو وہاں بھی صورت معاملہ یہی بیان کی گئی ہوگی۔ یہ روایت اس تاثر کو بالکل بدل دیتی ہے۔

تیسرا حصہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کی عمروں سے متعلق ہے۔ روایت کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کی عمر نوسوساٹھ سال اور حضرت داؤد علیہ السلام کی عمر ساٹھ سال ہے اور اگر اس روایت کے دوسرے متون کی تصریح کو مان لیا جائے تو یہ عمریں ہزار اور سو سال ہیں۔ ان دونوں شخصیات کی عمروں کے بارے میں قدیم مذہبی کتب میں بھی تصریحات موجود ہیں۔ بائیبل میں حضرت آدم علیہ السلام کی عمر کے بارے میں بیان ہوا ہے:

''اور آدم کی عمر کل نوسوتیس برس ہوئی تب وہ مرا۔'' (پیدائش، ۵:۵)

یہود کی روایات پر مبنی کتاب (The Book of Jubilees) میں ہے:

''جب انیسویں پچاسوی ختم ہو رہی تھی یعنی تیس سال گزر چکے تھے تو آدم فوت ہوگئے۔ ان کے تمام بیٹوں نے انھیں اس سرزمین میں سپرد خاک کیا جہاں ان کی تخلیق ہوئی تھی۔ اور اس طرح آدم وہ پہلی شخصیت بھی ہوئے جسے سپرد خاک کیا گیا۔ وہ ہزار سال میں سے ستر سال سے محروم رہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ (صحف) آسمانی کی تصریح کے مطابق ایک ہزار سال ایک دن ہے۔ اور علم کے درخت کے حوالے سے لکھ دیا گیا تھا کہ جس دن تو اس درخت سے کھائے گا اسی دن فوت ہوگا۔ یہی سبب ہے کہ وہ پہلے دن کے دوران میں فوت ہوگئے۔''

(The Apocrypha and Pseudepigrapha of The Old Testament in English:v.2, p.19,1979 Oxford Press)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

یہی بات ہماری کتب[1] تاریخ میں بھی آئی ہے مثلاً طبقات الکبری میں ہے:

فكان عمر آدم تسع مائة سنة و ستا و ثلاثين سنة. (۳۸/۱)	''حضرت آدم علیہ السلام کی عمر نوسو چھتیس سال تھی۔''

ان بیانات کے درج کرنے سے پیش نظر یہ ہے کہ یہ بات واضح ہو جائے کہ یہ روایات ہزار سال اور نوسوساٹھ سال کے بیانات سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ یہاں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ یہ بہت معمولی عدم مطابقت ہے، اسے نظر انداز کر دینا چاہیے،

---

[1] یہاں یہ بات واضح رہے کہ ہماری یہ کتب زیر بحث روایت بھی نقل کرتی ہیں۔ اس لیے کہ ان کے پیش نظر قاری کو تمام قیل وقال فراہم کرنا ہے۔ ہم نے یہاں اسے دہرانے کی ضرورت نہیں سمجھی۔

لیکن روایت ہزار اور نو سو ساٹھ سال کے الفاظ ایک یقین کے ساتھ بیان کرتی ہے۔ اس لیے اگر اس روایت کا بیان درست ہو تو یہودی اقوال غلط قرار دیے جانے کے لائق ہیں۔ اسی طرح اگر یہودی روایات ٹھیک ہیں تو پھر اس روایت کی ایک داخلی کمزوری سامنے آتی ہے۔ یہ بات نظروں سے اوجھل نہیں ہونی چاہیے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی عمر کے تعین کے کوئی خارجی ذرائع نہیں ہیں۔ اس لیے بحث کا سارا انحصار مذہبی کتب کے بیان اور ان کے داخلی اشارات کے تجزیوں ہی پر ہے۔

اب حضرت داؤد علیہ السلام کی عمر کے بارے میں بائیبل کا بیان دیکھیے:

''اور داؤد جب سلطنت کرنے لگا تو تیس برس کا تھا اور اس نے چالیس برس سلطنت کی۔ اس نے حبرون میں سات برس چھ مہینے یہوداہ پر سلطنت کی اور یروشلم میں سب اسرائیل اور یہوداہ پر سینتیس برس سلطنت کی۔'' (۲ سیموئیل ۵: ۴۔۵)

اس بیان کے مطابق حضرت داؤد علیہ السلام کی عمر ستر سال بنتی ہے۔ حضرت داؤد کی زندگی کے بارے میں تفصیلی معلومات بائیبل میں موجود ہیں، ان سے قیاس کریں تو اس میں کچھ برسوں کا اضافہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ لیکن کسی بھی اندازے یا اشارے سے یہ عدد سو تک نہیں پہنچتا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی عمر کا معاملہ حضرت آدم علیہ السلام سے بالکل مختلف ہے۔ حضرت داؤد کی سلطنت اور ان کے کارہاے نمایاں مفصل روایات کی صورت میں موجود ہیں اور ان کی خارجی ذرائع سے ایک حد تک تصدیق بھی ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ بات کافی یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ ان کی عمر سو سال نہیں تھی، بلکہ سو سال سے کافی کم تھی۔

اس روایت کا آخری حصہ سب سے زیادہ حیرت انگیز ہے۔ اس کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جب موت کا فرشتہ آیا تو انھوں نے جان دینے سے انکار کر دیا اور جب انھیں یہ کہا گیا کہ آپ اپنی عمر کے چالیس سال داؤد کو دے چکے ہیں تو انھوں نے اس بات کو بھی نہیں مانا اور بعض روایات کے مطابق اللہ تعالیٰ کو دستاویز اور فرشتوں کی شہادتیں پیش کرنا پڑیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس واقعے کو اگر درست مان لیں تو اللہ تعالیٰ کے دربار کی عظمت وجلالت اور حضرت آدم علیہ السلام کے کردار کی تصویر بہت دھندلی ہو جاتی ہے۔ یہ روایت اللہ تعالیٰ کو انسانوں ہی کی طرح کا ایک عام بادشاہ بنا دیتی ہے یعنی اسے انسانوں ہی کی طرح اپنی باتیں ثابت کرنی پڑتی ہیں۔ فرشتے خدا کا حکم بھی اس وقت تک نافذ نہیں کر پاتے جب تک یہ بڑے مان نہ لیں، وغیرہ۔

بہر حال، حضرت داؤد کو نمایاں کرنے کی کوشش اس روایت کے ایک اسرائیلی قصہ ہونے کی طرف واضح اشارہ کرتی ہے۔ ہمارے ہاں بعض صوفیوں کی عظمت کو ثابت کرنے کے لیے محیر العقول واقعات گھڑے گئے ہیں۔ یہ واقعہ بھی اسی انسانی سرشت کا اظہار معلوم ہوتا ہے۔ اس طرح کے تمام واقعات میں ایک چیز بطور علامت موجود ہوتی ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ انسانوں کے مقابلے میں کمزور دکھائی دیتے ہیں۔ صاحب عظمت وکرامت کی برتری اس قیمت پر ثابت کرنے میں بھی یہ قصہ ساز کوئی قباحت محسوس نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کی شان مجروح ہو۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

ہم اس روایت کے متون کے واضح اضطراب اور اس کی ان داخلی کمزوریوں کی بنا پر اس روایت کو قابل اعتنا نہیں سمجھتے۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

مزید یہ کہ سند کے اعتبار سے بھی یہ ایک کمزور روایت ہے۔

کتابیات

ترمذی، رقم ۳۰۰۲، ۳۲۰۹۔ مسند احمد، رقم ۲۱۵۷، ۲۵۷۸، ۳۳۳۹، مستدرک، رقم ۳۲۵۷،۴۱۳۲۔ مسند ابی یعلی، رقم ۶۳۷۷،۶۶۵۴۔ تاریخ طبری ۴۸/۱۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org